بسم اللہ الرحمن الرحیم

Hazrat Nosha Ganj Baksh (ra) - Ahwal aur Aasaar

Research thesis by

Professor Doctor Asmat Ullah Zahid (in Punjabi)
Punjab University

Translated (Urdu)
By Sahbzada Tanveer Hussain Noshahi

Published by Noshahia Darbar Hazrat Chambi Wali Sarkar, Sanghoi, District Jehlum

حضرت نوشہ گنج بخشؒ

احوال و آثار

حضرت نوشہ گنج بخشؒ

احوال و آثار

تحقیق و تحریر

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

اردو ترجمہ

صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی

ناشر

مکتبہ نوشاہیہ دربار حضرت چنہی والی سرکارؒ سنگھوئی (جہلم)

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ

نام کتاب .... حضرت نوشہ گنج بخشؒ (احوال و آثار)
تحقیق و تحریر................. پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد
اُردو ترجمہ................. صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی
طبع 2009ء
پریس .... پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور
ناشر .... صاحبزادہ ناصر وحید نوشاہی
سجادہ نشین
دربار حضرت چنبی والی سرکار سنگھوئی (جہلم)
کمپوزنگ .... محمد سدھیر سائیں
ہدیہ .... -/600 روپے
سٹاکسٹ: ☆ مقصود پبلشرز جیلانی سنٹر اردو بازار لاہور
☆ اے۔ون پبلشرز الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆

پنجاب یونیورسٹی کی چھٹی نمبر D/879-Ph.D/94 مورخہ 16-4-1994
کے تحت اس مقالہ کو شائع کرنے کی منظوری دی گئی

انتساب

والدِ محترم کے نام

حُسنِ ترتیب

باب 1: حیاتِ حضرت نوشہ گنج بخشؒ (حالات و واقعات)......صفحہ 27 تا 158

نام۔ خاندان۔ جائے ولادت گھگانوالی۔ آبائی وطن پٹن وال۔ حسب نسب سے متعلق مختلف آراء۔ (سادات گیلانی۔ سادات علوی۔ عباسی۔ کھوکھر۔ جالپ۔ کھکھرول۔ قریش۔ گلگو۔ قطب شاہی سید۔ ان بیانات کا تحقیقی تجزیہ) قطب شاہ کی تاریخی حیثیت (قطب شاہ کی ہندوستان میں آمد) قطب شاہ کے ساتھ کھوکھروں کا تعلق (کھوکھروں کا ہندی نسل ہونا۔ کھوکھر راجپوت اور اعوانوں کا تعلق۔ کھوکھر اور جالپ کھوکھروں کا تعلق) نوشہ صاحبؒ کی قومیت جالپ راجپوت۔ شجرہ نسب۔ ولادت (سن ولادت 959ھ/ 1552ء کے بارے مختلف بیانات) سلسلہ نوشاہی کی ماخذ کتب کی اندرونی شہادتیں (تاریخ ولادت کا تحقیقی جائزہ۔ صحیح تاریخ ولادت 1014ھ/ 1605ء عیسوی) ولادت کے متعلق پیش گوئیاں۔ پیدائشی ولایت اور بچپن کی کرامات۔ ابتدائی تعلیم اور تربیت۔ عبادت و ریاضت۔ پاکیزہ شباب۔ حُلیہ ۔لباس۔ شادی۔ سیر و سیاحت۔ حق کی جستجو۔ ریاضت اور مجاہدہ۔ بیعتِ طریقت۔ بیعت کا واقعہ۔ شجرہ طریقت۔ خلافت۔ نوشہرہ تارڑاں میں رہائش۔ نوشہرہ تارڑاں اور قطب نوشہرہ کا تحقیقی تجزیہ۔ موضع ساہنپال میں رہائش (ساہنپال کی تاریخی حیثیت۔ موضع رَنمل اور اُس کی تاریخی حیثیت) لقب نوشہ ملنا۔ مرشد کے ساتھ آخری ملاقات۔ اخلاق و عادات۔ مہمان نوازی۔ سخاوت۔

توکل پسندی۔ نماز کی پابندی۔ گنج بخش خطاب کی وجہ۔ اسلام کی تبلیغ (دو لاکھ ہندوؤں کا مسلمان ہونا۔ مستشرقین کے بیانات کا جائزہ۔ نوشہ گنج بخش کا سلسلہ تبلیغ) کرامات۔ حُکام سے مراسم (شاہجہان کا نذرانہ جاگیر۔ شاہی فرمان کی نقل) وفات (1064ھ/ 1656ء یا 1103ھ/ 1691ء۔ سلسلہ نوشاہی کی ماخذ کتب کے حوالے سے تحقیقی جائزہ) صحیح تاریخ وفات (3ربیع الاول 1103ھ/ 1691ء) مدفن (مزار موضع ساہنپال یا موضع رنمل تحقیقی جائزہ) مزار کی تعمیر و مرمت۔ عُرس۔ تبرکات۔ اولاد (اولاد کا مختصر شجرہ) نیابت۔ نوشہ صاحبؒ کے متعلق مشائخ کے اقوال۔ نوشہ گنج بخشؒ مؤرخین کی نظر میں

باب 2: تصانیف نوشہ گنج بخشؒ .... صفحہ 159 تا 296

مطبوعہ کُتب

-1 چہار بہار (فارسی ملفوظات)
-2 گنج الاسرار (اردو مثنوی)
-3 گنج شریف (پنجابی کلام)
-4 انتخاب گنج شریف (اردو کلام)
-5 مواعظ نوشہ پیرؒ (وعظ۔ پنجابی نثر)

غیر مطبوعہ کُتب

-1 ذخائر الجواہر یا ارشادات نوشاہیہ (فارسی ملفوظات)
-2 کلمات طیبات یا ملفوظات نوشاہیہ (//)
-3 جواہر مکنون یا اسرار و معارف (//)
-4 لطائف الاشارات (//)
-5 معارف تصوف (فارسی نظم)

مطبوعہ کُتب کا تفصیلی تعارف

1- چہار بہار (ص161-204)

(ملفوظات) مرتبہ ہاشم شاہ تھر پالوی۔ چہار بہار کے خطی نسخے۔مطبوعہ نسخے۔ چہار بہار مرتب شرافت نوشاہی (متن کا تقابل۔ چہار بہار کی ترتیب۔ چہار بہار کے مضامین۔پہلی بہار۔ دوسری بہار۔ تیسری بہار۔ چوتھی بہار) چہار بہار کی اہمیت۔ چہار بہار کا فکری پہلو

2- گنج الاسرار: (اردو مثنوی) (ص204-228)

(سال تصنیف۔ گنج شریف کے مختلف نام۔مثنوی گنج الاسرار نوشہ گنج بخش کی ہے یا غلام محی الدین میر پوری کی۔ تحقیقی تجزیہ۔ غلام محی الدین میر پوری کی مثنوی گلزار فقر اور نوشہ گنج بخش کی مثنوی گنج الاسرار کے متن کا موازنہ۔گنج الاسرار نوشہ گنج بخش کی ثابت ہونا۔گنج الاسرار کا نوشہ گنج بخش کی دوسری کُتب سے فکری ربط) گنج الاسرار کی ادبی اور لسانی اہمیت

3- گنج شریف: (پنجابی کلام) (ص228-282)

تعارف۔تحقیقی تجزیہ۔گنج شریف کا ماخذ (گنج شریف پر اعتراض)۔ ماخذ کی اصل حقیقت۔ ماخذ کے شواہد۔ گنج شریف کی تدوین۔ گنج شریف نوشہ گنج بخش کا کلام ہے یا نہیں، تحقیقی تجزیہ۔ گنج شریف کا موضوع۔ (شریعت ۔کلمہ۔ مرشد۔ درویشی اور فقیری۔ اخلاقیات۔ دنیا اور دنیا دار۔ ہندومت کا ردّ۔ وحدۃ الوجود)

4- انتخاب گنج شریف: (اردو کلام) (ص282-285)

(تعارف۔ انتخاب گنج شریف کا ماخذ۔ انتخاب گنج شریف کا موضوع۔ اردو کی صوفیانہ شاعری اور گنج شریف۔انتخاب گنج شریف کی لسانی اہمیت)

5- مواعظ نوشہ پیر: (ص285-293)

ماخذ۔مواعظ کی اہمیت اور موضوع۔فکری پہلو۔ پہلا وعظ۔ دوسرا وعظ۔تیسرا وعظ۔

چوتھا وعظ ۔ پانچواں وعظ ۔ چھٹا وعظ ۔لسانی پہلو۔ ادبی پہلو۔ تاریخی پہلو۔

غیر مطبوعہ کُتب کا تعارف (ص293-296)

باب 3: **حضرت نوشہ گنج بخش کی پنجابی شاعری** (فکری مطالعہ) صفحہ 297 تا 432

نوشہ گنج بخشؒ کے کلام میں صوفیانہ مسائل۔تصوف کیا ہے۔صوفی کسے کہتے ہیں۔ تصوّف کے سرچشمے۔ اخلاقی پہلو۔ تصوّف پر اثرات۔ دیسی تصوف۔ (پنجابی شاعری میں تصوف کی روایت۔ نوشہ گنج بخشؒ کی شاعری میں تصوف کے اہم پہلو۔ توحید و رسالت۔ قرآن حدیث میں توحید (کلمہ طیبہ) کا ذکر۔ پنجابی شاعری میں توحید کا ذکر۔نوشہ گنج بخشؒ کی شاعری میں توحید و رسالت کا ذکر) کلمہ توحید کی برکات وفضائل۔نوشہ گنج بخشؒ کے کلام میں مرشد کا تصور۔قرآن پاک کا ارشاد۔ حدیث شریف میں سے مرشد کا جواز۔ صحابہؓ کا دور۔ بزرگان دین کا بیان۔ پنجابی شاعری میں مرشد کا تصور۔ کلام نوشہ گنج بخشؒ میں مرشد کا تصور۔ مرشد کی پہچان۔مرشد کا فرض (بعد کے شاعروں پر نوشہ گنج بخش کے تصورِ مرشد کا اثر) وحدۃ الوجود (وحدۃ الوجود کی حقیقت۔ بزرگان دین کے اقوال۔ وحدۃ الشہود اور وحدۃ الوجود۔ پنجابی شاعری میں وحدۃ الوجود۔نوشہ گنج بخشؒ کی شاعری میں وحدۃ الوجود۔ پنجابی شاعری میں وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے شاعر نوشہ گنج بخشؒ۔ بعد کے صوفی شعراء پر ان کا اثر) توبہ۔ دنیا کی بے ثباتی۔اخلاقی شاعری۔صبر و رضا۔ فقر اور درویشی۔ ذکر فکر۔ مسئلہ تناسخ اور ہندومت کا رد۔

باب4: **حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی پنجابی شاعری** (فنی مطالعہ) ... صفحہ 433 تا 506

اسلوب کسے کہتے ہیں۔ اسلوب اور شخصیت۔نوشہ گنج بخش کا اسلوب۔ زبان کی اہمیت۔نوشہ صاحب کی شاعری کی زبان۔عربی فارسی الفاظ کا استعمال۔محاورے اور آکھان۔نوشہ صاحبؒ کا اندازِ بیان۔صنائع بدائع۔مراعاۃ النظیر ۔صنعت تلمیح۔

تشبیہات کا استعمال۔ ہندی الفاظ کا استعمال۔قرآنی آیات کے تراجم۔احادیث کے تراجم۔خوبصورت قوافی۔ ماحول کی عکاسی۔ چند نئے فنی کمالات۔ اٹ۔ مانجھ۔پنجابی غزل کے پہلے شاعر۔کافی (نوشہ گنج بخش کی کافیوں میں راگوں کا استعمال) بحور کا استعمال۔موسیقی کا عنصر۔راگ سارنگ۔سوہی۔تلنگ۔گوجری۔ اساوری۔کیدارا۔گوری۔رام کلی۔بلاول۔برج۔

باب5: حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی پنجابی نثر .... صفحہ 507 تا 531

پنجابی نثر اور مواعظ نوشہ۔مواعظ کا فکری تجزیہ(اکبری دور کے لادینی نظریات کا اثر شاہجہانی عہد تک۔عوامی سطح پر ان کے وعظوں کا اثر اور کامیابی) مواعظِ نوشہ کی لسانی، ادبی اور تاریخی اہمیت۔(قدیم ترین پنجابی نثر)

باب6: حضرت نوشہ گنج بخش کی اُردو شاعری (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)صفحہ 533 تا 592

(اردو کلام انتخاب گنج شریف کا لسانی مطالعہ۔اردو کی صوفیانہ شاعری اور نوشہ گنج بخشؒ کا اردو کلام) نوشہ صاحبؒ کے کلام کا تقابلی جائزہ۔نوشہ گنج بخشؒ کے کلام کا امتیازی پہلو (تصوف کا رنگ۔موسیقی کا انگ۔مختلف بحور کا استعمال۔صوفیانہ اصطلاحات اور ان کی باریکیاں۔اردو زبان کی پیدائش۔ارتقاء اور جائے پیدائش کے حوالے سے گنج شریف کی اہمیت۔قرآنی آیات اور احادیث کے تراجم۔ ترکیب سازی۔ ہندی، فارسی،عربی اور پنجابی الفاظ کی تراکیب۔کچھ فنی خوبیاں۔ شاہجہاں سے عالمگیری عہد کا بہترین لسانی نمونہ۔نوشہ گنج بخشؒ کا دوسرے شعراء پر اثر، (فنی تجزیہ)۔علم بیان کی خوبیاں۔تشبیہہ استعارہ) صنائع لفظی۔تجنیس۔ تجنیس تام متماثل۔تجنیس تام مستوفی۔تجنیس مضارع۔تجنیس زائد و ناقص۔ تجنیس لاحق۔تجنیس مرفوء۔تجنیس مذّیل۔تجنیس محرف۔تجنیس تنسیق الصفات۔ صنعت ترافق۔صنعت تلمیح۔صنعت اشتقاق۔صنعت شبہ اشتقاق۔صنعت تحت

النقاط ۔ بے نقط و نقطہ و فوق النقاط ۔ صنعت سیاق الاعداد ۔ صنعت سجع یا مسمط ۔
صنعت ردّ العجز علی الابتداء ۔ صنعت رد العروض علی الابتداء ۔ صنعت رد العروض علی
الصدر ۔ صنعت لزم و مالا یلزم ۔ صنائع معنوی ۔ صنعت ایہام ۔ صنعت ایراد المثل ۔
صنعت مذہب کلامی ۔ صنعت سوال و جواب ۔ صنعت تصلیف ۔ صنعت تضاد یا
طباق ۔ طباق ایجابی ۔ طباق سلبی وغیرہ ۔

☆ ضمیمہ جات صفحہ 593 تا 608

☆ اشاریہ صفحہ 609 تا 628

☆ کتابیات صفحہ 629 تا 640

دیباچہ

برصغیر پاک و ہند میں دینِ متین کی ترویج و اشاعت کے ذریعے رشد و ہدایت اور علم و فن کے چراغ روشن کرنے میں پنجاب کے جن اولیائے عظام نے اہم کردار ادا کیا ان میں قطب الاقطاب ، امام العارفین بانیٔ سلسلہ نوشاہیہ حضرت حاجی محمد قادری معروف بہ نوشہ گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی تبلیغی کوششوں اور کارناموں کا اعتراف نہ صرف ہمارے ہاں کے صاحبانِ علم و فضل کرتے آئے ہیں بلکہ مستشرقین کو بھی واضح الفاظ میں اس کا اعتراف رہا ہے۔ آپ جہانِ تصوف کے روشن آفتاب تسلیم کیے جاتے ہیں، صدیوں سے جاری آپ کے فیضان و کرم سے مستفیض ہونے والے نظر و مستی کے حامل نوشاہی درویش پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو آج بھی دلوں اور ذہنوں کی کایا پلٹنے میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ ہر عہد میں قابل ذکر علما، شعرا، محققین اور صاحب طرز ادباء آپ کے سلسلہ فیض سے وابستہ رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ علم و عمل سے عبارت تھی۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی زیادہ تر شہرت ایک باعمل صوفی، درویش اور ولی اللہ کے طور پر تو دلوں پر حکومت کرتی رہی مگر آپ کے کے علمی ادبی کارناموں کا ذکر بہت کم کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ آپ کا مزار اقدس اور اس سے ملحق آبادی بار بار سیلاب کی لپیٹ میں آتے رہے اور مخطوطات کی صورت محفوظ ہونے والا علمی ادبی خزانہ سیلابی ریلے کی نظر ہو کر وقت کے ساتھ ساتھ ضائع ہوتا گیا۔ لیکن علمی و روحانی سرمائے کی گواہی ان عارفانہ اشعار، مقولوں اور ضرب الامثال سے ملتی رہی جو سلسلہ نوشاہیہ سے وابستہ درویشوں کو سینہ بہ سینہ یاد چلے آ رہے تھے۔ ان میں مثنوی گنج الاسرار کا ذکر

خصوصی طور پر کیا جاتا رہا۔ میرے بڑے بزرگ صدیوں سے سلسلہ نوشاہیہ سے وابستہ تھے۔ صوفیانہ ماحول میں آنکھ کھولنے اور پرورش پانے کے باعث حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے ساتھ بچپن ہی سے محبت راسخ اور عقیدت انیسِ جاں ہوتی چلی گئی۔ اپنے بزرگوں کی صاف گوئی، سچائی اور پارسائی کو دیکھتا تو تصور ہی تصور میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا سراپا تلاش کرنے کی کوشش کرتا، جن کی روشن تعلیمات کے باعث ہمہ وقت گھر میں صوفیانہ خیالات اور پاکبازی کی خوشبو بکھری بکھری محسوس ہوتی تھی۔ یوں سلسلہ نوشاہیہ سے میری نسبت بچپن سے ہی قائم ہوگئی۔ سکول کے زمانہ میں اکثر ایسے لمحات آتے تھے جب اپنے بزرگوں کی زبان سے نوشہ صاحبؒ کی مثنوی گنج الاسرار کے علاوہ مولوی غلام رسول عالمپوری اور بلھے شاہؒ کے عارفانہ اشعار سننا۔ اگرچہ کم سنی کی وجہ سے ان اشعار کا مفہوم پوری طرح سمجھ نہ پاتا مگر روحانی سی لذت ضرور محسوس ہوتی۔ انہی پُرکیف لمحات کی بدولت پنجابی صوفیانہ شاعری سے میری دلچسپی بڑھتی گئی، جسے جلا بخشنے میں میرے والد اور روحانی پیشوا شمس المشائخ حضرت سائیں محمد شریف صاحبؒ (سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سائیں شیر شاہ صاحبؒ جلال آباد) کی نظر التفات نے اہم کردار ادا کیا۔ یوں سکول کے زمانے میں پنجابی کلاسیکی شاعری اور معروف داستانوں کا مطالعہ کرنے کا موقع مل گیا جس نے صوفیاء کے کلام اور ان کے احوال کی تلاش و تحقیق کا ذوق عطا کر دیا۔

1976ء میں ایم اے اردو میں داخلہ لینے کی غرض سے یونیورسٹی اوری اینٹل کالج گیا تو پتا چلا کہ ایم اے پنجابی کی کلاسز بھی جاری ہیں۔ نوشہ صاحبؒ کے نثری مواعظ کو نصاب کا حصہ دیکھا تو خوشگوار حیرت ہوئی، کیونکہ اس سے چند سال پیشتر عجائب گھر لاہور کے ایک مخطوطے میں بھی اسی نوعیت کا ایک وعظ دیکھ کر اس کی فوٹو کاپی حاصل کر چکا تھا۔ بس یہی سرشاری تھی جو ایم-اے پنجابی میں داخلہ کا باعث ٹھہری۔

یونیورسٹی کے زمانہ طالب علمی کے دوران جہاں آپ کی اُردو اور پنجابی

شاعری کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا وہاں کچھ محققین و ناقدین کی آراء بھی سامنے آئیں کہ یہ شعری اور نثری تحریریں آپ کی نہیں بلکہ آپ سے منسوب کی گئی ہیں۔ جبکہ ان آراء کا کوئی مثبت جواب بھی نہیں دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ایم اے کے بعد ''نوشہ گنج بخشؒ حیاتی فکر تے فن'' کو موضوعِ تحقیق بنا کر پی ایچ-ڈی کی سطح پر کام کرنے کی منظوری حاصل کی گئی تا کہ اصل حقائق سامنے آ سکیں۔ اس سے دو فائدے مقصود تھے ایک حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے سوانح اور دوسرا آپ کے علمی ادبی کارناموں کے حوالے سے شکوک وشبہات کو دور کرنا اور پنجابی زبان و ادب میں آپ کی نگارشات کا مقام متعین کرنا تا کہ پنجابی ادب کی تاریخ مرتب کرنے والوں کے لیے آسانی پیدا ہو۔ اس سلسلے میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مآخذات کی تلاش کے ساتھ ساتھ نوشاہی سلسلہ سے وابستہ اہل قلم حضرات سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مخطوطات کا مطالعہ بذات خود ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ جبکہ کچھ ایسے مخطوطات بھی نظر سے گزرے جن میں ذاتی اغراض کے پیش نظر تحریف کی گئی تھی۔ روشنائی کاغذ اور اندازِ کتابت اس تحریف کی گواہی دے رہے تھے۔ چنانچہ ایسے مخطوطات سے استفادہ کرنے سے گریز کیا گیا ،صرف مکمل اور معتبر مخطوطات سے ہی مطلوبہ مواد اکٹھا کرنے کی سعی کی گئی۔ اس سلسلے میں فارسی مخطوطہ ''تذکرہ نوشاہی'' خاص طور پر قابل ذکر ہے جو 1146ھ/ 1733ء میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے پر پوتے حافظ محمد حیاتؒ نے مرتب کیا۔ اس کی اساس مرزا احمد بیگ لاہوری کا رسالہ الاعجاز ہے۔ تذکرہ نوشاہی سے پہلے اسی رسالے کی بنیاد پر معروف فارسی شاعر مولانا غنیمت کنجاہی کے بھتیجے محمد ماہ صداقت کنجاہی 1126ھ/ 1714ء میں ثواقب المناقب لکھ چکے تھے۔ جسے بعد ازاں محترم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے مرتب کیا اور اس کا کچھ حصہ اوری اینٹل کالج میگزین شمارہ جنوری 1960ء میں شائع ہوا۔ ثواقب المناقب اور تذکرہ نوشاہی کے واقعات کی ترتیب ایک جیسی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کے رسالہ میں بھی واقعات کی ترتیب یہی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حافظ محمد حیاتؒ نے اپنے والد اور

بھائیوں کے حالات کا اضافہ کیا جبکہ مرزا احمد بیگ نے نوشہ صاحبؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہاشم دریا دلؒ کی اولاد کا تفصیل سے ذکر کیا تھا۔ سلسلہ نوشاہیہ کے دیگر ماخذات کنزالرحمت، تحائف قدسیہ اور مراۃ الغفور یہ وغیرہ کی بنیاد بھی یہی کتب ہیں۔ چنانچہ تذکرہ اور ثواقب المناقب کے تقابلی مطالعہ سے نوشہ صاحبؒ کی زندگی کے حالات و واقعات اکٹھے کیے گئے اور ان واقعات کی تصدیق کے لیے اُس عہد کی معاصر تواریخ شاہ جہاں نامہ وغیرہ سے مدد لی گئی ہے۔

حضرت نوشہ گنج بخش کی ولادت 959ھ/ 1552ء اور وفات 1064ھ/ 1654ء بتائی جاتی ہے جبکہ خاندانی مخطوطات کا گہرا مطالعہ اور تاریخی شواہد اس کی گواہی نہیں دیتے۔ اسی طرح نوشہ صاحبؒ کے خاندانی پس منظر اور سلسلہ نسب سے متعلق مختلف روایات کا اندراج ملتا ہے کوئی اُنہیں سید، کوئی علوی، کوئی کھوکھر، کوئی گلگو (گھمہار)، کوئی قطب شاہی اور کوئی جالپ راجپوت ظاہر کرتا ہے۔

سچ کیا ہے یہ معلوم کرنے کے لیے خاندانی شجرے، موضع رنمل، ساہنپال، گھگانوالی، نوشہرہ تارڑاں، سنگھوئی (جہلم) پٹن وال تحصیل پنڈ دادن خان اور بھلوال جا کر معلومات اکٹھی کرنے کے علاوہ محکمہ مال گجرات، جہلم کا ریکارڈ ملاحظہ کیا گیا۔ دربار حضرت نوشہؒ کے محل وقوع کے لیے فرد جمعبندی حاصل کی گئی۔ ان کاوشوں کے نتیجے میں جو حقائق سامنے آئے ان کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

(الف) حضرت نوشہ گنج بخشؒ جالپ راجپوت خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

(ب) آپ کے آباؤ اجداد موضع گھگانوالی ضلع گجرات نہیں بلکہ موضع پٹن وال کے رہنے والے تھے۔ یہ علاقہ جالپاں کہلاتا ہے۔ محکمہ مال کے ریکارڈ کی نقول ضمیمے کے طور پر آخر میں لگائی گئی ہیں۔

(ج) آپ شیر شاہ سوری کے بیٹے اسلام شاہ کے عہد میں نہیں بلکہ جہانگیر کے عہد میں پیدا ہوئے، شاہ جہاں کے عہد میں فکر و فن کی بلندوں کو چھوتے ہوئے

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں وصال فرمایا۔ یوں آپ کا سال ولادت 959ھ/ 1552ء کی بجائے 1014ھ/ 1605ء اور سال وفات 1064ھ کی جگہ 1103ھ/ 1691ء ہے۔ تقابلی اور تاریخی مطالعے کے نتائج کو شکوک وشبہات سے پاک رکھنے کے لیے ہر صفحے کے فٹ نوٹ میں متعلقہ ماخذات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

(د) جہاں تک اس رائے کا تعلق ہے کہ اُردو پنجابی کلام آپ کا نہیں بلکہ آپ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں آپ کی حیات مبارکہ کے حالات و واقعات اور پٹن وال سے گجرات تک بولی جانے والی زبان (پنجابی) کے مخصوص لہجوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لسانی تجزیے کے ذریعے اس حقیقت کو آشکار کیا گیا کہ یہ رائے کسی بھی طرح دُرست نہیں۔ گنج الاسرار سمیت اردو پنجابی شاعری اور نثر آپ ہی کی نگارشات ہیں۔

(ہ) اپنی صوفیانہ شاعری کے حوالے سے آپ صوفی شعراء میں ایک بلند اور منفرد مقام کے حامل نظر آتے ہیں۔خصوصاً توحید و رسالت، تصور شیخ، فلسفہ وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور ذکر وفکر کی اہمیت کے ساتھ ساتھ مسئلہ تناسخ کے رد میں آپ نے جو کچھ کہا اس نے ہماری صوفیانہ شاعری کی روایت کو مضبوط اور توانا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بلکہ اس سے صوفیانہ شاعری کی معاشرتی حیثیت اور ضرورت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

(و) گو کہ نوشہ صاحبؒ نے اپنی شاعری سے دین وتصوف کی تبلیغ و اشاعت کا ہی کام لیا مگر اس حقیقت سے بھی چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ آپ نے پنجابی شاعری میں کچھ نئے تجربات بھی کیے جن میں ماجھ، اٹ اور غزل کی اصناف کا ذکر بطور خاص کیا جا سکتا ہے۔ اٹ ایک ایسی صنف سخن ہے جس کا قافیہ مصرعے کے درمیان آتا ہے۔ یقیناً یہ ایک مشکل صنف ہے شاید اسی

لیے نوشہ صاحبؒ کے بعد کسی اور قابل ذکر شاعر کے ہاں اس کا وجود دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ حقیقت بھی پہلی بار منکشف ہوتی ہے کہ شاہ جہاں کے عہد میں پنجابی غزل کی ابتداء بھی نوشہ صاحبؒ ہاتھوں ہوئی۔ گو کہ اس پر فارسی غزل کی طرح تصوف کا رنگ غالب ہے۔

(ز) آپ کے چھ مواعظ اب تک سامنے آ چکے ہیں ان مواعظ کے تاریخی ، ادبی اور لسانی تجزیے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اب تک کی تحقیق کے مطابق یہ مواعظ پنجابی نثر کا قدیم ترین نمونہ ہیں یوں آپ پنجابی نثر کے بانی ٹھہرتے ہیں۔

(ح) نوشہ صاحبؒ کی اردو شاعری کے حوالے سے ایک بات طے ہے کہ آپ کی پنجابی اور اردو شاعری میں موضوعات میں یکسانیت ہے چنانچہ تکرار سے گریز کرتے ہوئے اردو شاعری کا صرف تحقیقی وتنقیدی حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔

یہ دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تحقیق حرفِ آخر ہے۔ تحقیق کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ ادبیات کا طالب علم ہونے کے ناطے اپنے تئیں حقائق تک پہنچنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے اور اس اُمید کے ساتھ یہ سب کچھ کتابی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی شخصیت اور فکر وفن کے بارے میں جہاں غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا وہاں کچھ نئی معلومات بھی سامنے آئیں گی جس سے مستقبل میں تحقیق کے نئے دروازے کھل سکیں گے۔

اس سلسلے میں مجھے اپنے چند مہربانوں کی نوازشات اور تعاون کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے اس تحقیقی وعلمی سفر کو آسان بنانے میں قدم قدم پر میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی۔ سب سے پہلے صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہیؒ (سجادہ نشین دربار عالیہ چنھی والی سرکار سنگھوئی ضلع جہلم) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کم وبیش چار ماہ تک میری مہمان نوازی کی۔ پنڈ دادن خاں ، جہلم ، گجرات اور بھلوال کے ان تمام مقامات پر

میرے ساتھ جاتے رہے جن سے نوشہ گنج بخشؒ کا کسی نہ کسی حوالے سے تعلق رہا۔ سلسلہ نوشاہیہ سے وابستہ اہل علم حضرات سے ملاقاتوں کا موقع فراہم کیا۔ اپنے کتب خانے سے استفادہ کرنے کا موقع دیا۔تحریف سے بچے ہوئے مخطوطات کی فوٹو کاپیاں عطا کیں اور محکمہ مال سے متعلقہ ریکارڈ مہیا کیا۔ اگر وہ پُرخلوص طریقے سے مدد نہ کرتے تو پوری صحت کے ساتھ حقائق سامنے نہ آتے۔

جناب شرافت نوشاہی مرحوم نے ساہن پال/ لاہور اور جناب برق نوشاہی مرحوم نے دوران تحقیق ڈوگہ ضلع گجرات میں اپنے اپنے کتب خانوں سے استفادہ کرنے کا موقع دیا۔ صاحبزادہ خضر نوشاہی اور طارق مجاہد جہلمی کے وسیلہ سے محبوب حسین نوشاہی صاحبؒ سے متعارف ہوا۔ جناب عارف نوشاہی صاحب سے بعض معاملات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ صاحبزادہ نصرت نوشاہی سجادہ نشین آستانہ شاہ مراد صاحبؒ شرقپور شریف نے ثواقب المناقب اور ماہنامہ القادر نوشاہی کی جلدیں مہیا کیں۔ ڈاکٹر اسلم رانا مرحوم، پروفیسر حفیظ تائب مرحوم اور ڈاکٹر سید اختر جعفری مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ صاحبزادہ اظہر کمال نوشاہی صاحب برطانیہ میں قیام کے دوران انڈیا آفس لندن لائبریری سے ٹیلیفون پر معلومات بہم پہنچاتے رہے۔ دیوانِ شاہ ہمدان سید وقار علی حیدر نوشاہی قادری سچیاری ایران سے طرائق الحقائق کا نسخہ لائے۔ ان تمام احباب کی محبت کا قرض اتارنے کے لیے شکریے کا لفظ ناکافی ہے۔

میں شکر گزار ہوں تعلیم و تحقیق کے وسیع تجربے کی حامل، علم پرور شخصیت اور اپنے بہت ہی مہربان اُستاد پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا صاحب کا جنہوں نے بطور نگران مقالے کی فنی باریکیاں سمجھانے کے ساتھ ساتھ بہترین مشوروں سے نوازا۔ ان کی بہترین راہنمائی کے سبب یہ مقالہ بروقت پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ میرے ان تمام مہربانوں کو جو اس وقت دنیا میں نہیں کروٹ کروٹ رحمت عطا فرمائے اور جو بقیدِ حیات ہیں ان کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

یہ مقالہ بنیادی طور پر پنجابی زبان میں لکھا گیا تھا۔ بیرونی ممتحنین نے اس مقالہ پر پی ایچ-ڈی کی ڈگری کی سفارش کرتے ہوئے اسے معیاری تحقیق کی بنا پر قابل اشاعت بھی قرار دیا۔ چنانچہ صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی صاحبؒ کی زبردست خواہش تھی کہ اس کا اردو زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کیا جائے تاکہ وابستگان سلسلہ نوشاہیہ کے علاوہ دیگر افراد بھی اس سے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔ اگرچہ وہ اپنی بیماری کے سبب اس خواہش کی تکمیل ہوتے نہ دیکھ سکے مگر لائق تحسین ہے ان کے فرزندِ ارجمند صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی صاحب کی کاوش، جنہوں نے اپنے والد گرامی کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے اس مقالے کو اردو زبان میں منتقل کیا۔ ان کا انداز بیان معیاری بھی ہے اور موثر بھی۔ مگر یہ تمام کاوش ادھوری رہتی اگر عزت مآب صاحبزادہ ناصر وحید نوشاہی (سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت چنبی والی سرکار سنگھوئی) کی خصوصی دلچسپی اسے اشاعت کی منزل تک نہ لے جاتی۔ صاحبزادہ موصوف اپنے والد گرامی کی طرح خلیق، ملنسار، مہمان نواز، صاحبِ نظر اور سلسلہ نوشاہیہ کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں دردِ دل رکھنے والے فیاض طبیعت سجادہ نشین ہیں۔ ان گنت افراد آج بھی ان کے خم خانۂ تصوف سے اسی طرح فیضیاب ہو رہے ہیں جس طرح ان کے والد گرامی صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہیؒ سے ہوتے تھے قبل ازیں وہ محبوب صاحبؒ کی کچھ کتب شائع کر چکے ہیں۔ زیر نظر مقالے کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔
اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد
چیئرمین شعبہ پنجابی
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

عرضِ مترجم

اولیاء کرام کے تذکرے اور حالات و واقعات مخلوقِ خدا کی نجات کے لیے رہبر و راہنما ہیں۔ ان برگذیدہ ہستیوں نے سب سے پہلے اپنی زندگیوں کو اُسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالا اور پھر مخلوقِ خدا کے سامنے خود کو بطورِ نمونہ پیش کیا۔ خدا کے ان مخلص بندوں کی ساری زندگی اسلامی تعلیمات کی سچی اور حقیقی تصویر تھی۔ تاریخ کے مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی اشاعت اولیاء کرام کی کاوشوں سے ممکن ہوئی، اور اس بات کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ ان برگذیدہ ہستیوں کی فہرست میں شامل ایک نام بانیٔ سلسلہ نوشاہیہ، حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادریؒ کا بھی ہے۔ آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اشاعتِ اسلام میں بانی سلسلہ نوشاہیہ اور آپ کے خلفاء کی خدمات بے پناہ اور ناقابلِ فراموش ہیں۔ مشہور مستشرق پروفیسر آرنلڈ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "Preaching Of Islam" میں لکھا ہے پنجاب میں حاجی محمد نامی بزرگ گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے ان کے ہاتھ پر دو لاکھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت نوشہ گنج بخشؒ سے روحانی اور خاندانی نسبت ہونے کی وجہ اس بات کی شدت سے کمی محسوس ہوتی تھی کہ آپ کی حیات و تعلیمات سے متعلق کوئی مُستند کتاب عصرِ حاضر میں موجود نہیں ہے۔ آپ کی حیات و تعلیمات سے متعلق جو کتب دستیاب تھیں وہ فارسی زبان میں اور قلمی نسخوں پر مشتمل تھیں۔ جن کا آج کے دور میں حصول اور سمجھنا عام لوگوں کے لیے تقریباً ناممکن ہے، اور ماضی قریب میں لکھی جانے والی کتب میں پائے جانے والے ابہام قاری کو کسی نتیجے پر نہیں پہنچاتے۔

اس ضمن میں اُمید کی ایک کرن پیدا ہوئی جب ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد کا تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ-ڈی جو حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی حیات و تعلیمات ، آپ کی شاعری اور نثر نگاری کے حوالے سے تھا، میری نظر سے گزرا۔ یہ مقالہ پنجابی زبان میں تھا اور یونیورسٹی کی لائبریری تک محدود تھا۔ اس لیے عام آدمی کا اس سے استفادہ کرنا مشکل تھا۔

اس مقالے کے مندرجات پڑھنے کے بعد میرے والد گرامی قدر اور روحانی مرشد صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہیؒ (سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت چنہی والی سرکارؒ سنگھوئی ،ضلع جہلم) اس نتیجے پر پہنچے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی حیات وتعلیمات ، شاعری اور نثر گاری کے حوالے سے یہ ایک جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ جتنا جلد ہو سکے اس کا اردو میں ترجمہ کرنا چاہیے اور چھپوا کر منظرِ عام پر لانا چاہیے۔ تا کہ عوام بالعموم اور متوسلین سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ بالخصوص حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی حیات وتعلیمات سے متعلق صحیح جانکاری حاصل کر سکیں اور آپ کی تعلیمات سے استفادہ کر کے اپنی دُنیا اور آخرت کو سنوار سکیں۔ چنانچہ میں نے والد محترم کی خواہش پر اس تحقیقی مقالے کو اردو میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس پر کام شروع کر دیا۔ اللہ رب العزت کا بے پایاں احسان ہے کہ اُس نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے مجھ ناچیز کو اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق بخشی۔

اس مقالے کو جو بات عصر حاضر میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے حالات پر لکھی جانے والی موجود دیگر کتابوں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کی تحقیق کا اعلیٰ معیار ہے۔ فاضل مصنف نے کوئی بات اپنی طرف سے قاری پر مسلط نہیں کی۔ تمام حالات و واقعات کو بنیادی ماخذ کتابوں ، سرکاری ریکارڈ اور مستند تاریخی کتب کی روشنی میں بیان کیا ہے اور فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔

کتابی صورت میں یہ تحقیقی مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے حالات زندگی کا مفصل احاطہ کیا گیا ہے اور اس بات کا کماحقہٗ اہتمام کیا گیا ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی ذات سے متعلق جو غلط فہمیاں، مثلاً آپ کی قومیت ، آبائی وطن، تاریخ پیدائش اور مدفن کے حوالے سے ، خانوادے کے اندر پائی جاتی ہیں اُن کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد کی یہ کاوش قابل ستائش ہے کہ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ تمام تر تعصّبات سے بالاتر ہو کر اصل حقائق کو سامنے لایا جائے اور اس ضمن میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی جائے۔ کتاب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تحقیق کے تمام تقاضے پورے کیے گئے ہیں اور تمام ممکن ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اس امر کو یقینی بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ نہ صرف ایک بلند پایہ صوفی تھے بلکہ اپنے دور کے ایک عظیم شاعر اور پنجابی زبان کے پہلے نثر نگار بھی تھے۔ فاضل مصنف نے مقالے کے دوسرے باب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی شخصیت کے ادبی پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ اس باب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی تصانیف کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آپ کی شاعری سے متعلق پائے جانے والے شکوک کا تحقیقی پہلوؤں سے جائزہ لیتے ہوئے ازالہ کیا ہے۔

کتاب کے تیسرے باب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی پنجابی شاعری کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور اس کے فکری محاسن کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے کلام میں دین کے بنیادی عقائد سے لیکر تصوف کی باریکیوں تک کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی تعلیمات میں آداب شیخِ طریقت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ کی شاعری میں اس کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔ آپ کے کلام میں موجود تصور شیخ ، وحدۃ الوجود اور دیگر اہم صوفیانہ مسائل پر فاضل مصنف نے قرآن و حدیث کے حوالے سے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے، جو عام قاری کے لیے یقیناً مفید ثابت ہوگا۔

کتاب کا چوتھا باب حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی شاعری کے فنی اور تکنیکی پہلوؤں سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد چوں کہ پنجابی زبان و ادب سے وابستہ ہیں، اس لیے پنجابی زبان و ادب کے طالبعلم کی حیثیت سے انھوں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی شاعری کے اندر پائی جانے والی خصوصیات اور فنی محاسن کو سامنے لایا جائے تا کہ پنجابی زبان و ادب سے شغف رکھنے والے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے اسلوبِ بیان سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ یوں ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے بعد میں آنے والوں کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی ہے جس پر کام کر کے پنجابی زبان و ادب کے طالبعلم نئی راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔

حضرت نوشہ گنج بخش نے نہ صرف اپنی شاعری کو مخلوق خدا کی راہنمائی کا ذریعہ بنایا بلکہ اس کے ذریعے زبان و ادب کی گرانقدر خدمت بھی سرانجام دی۔ اس کے ثبوت آپ کی نثر نگاری میں بھی ملتے ہیں۔ کتاب کے پانچویں باب میں آپ کی نثر نگاری کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور تحقیق سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی نثر پنجابی زبان کی قدیم ترین نثر ہے اور آپ پنجابی زبان کے پہلے نثر نگار ہیں۔ ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی نثر کی تاریخی، فکری، ادبی اور لسانی اہمیت پر بہت عمدہ بحث کی ہے۔ آپ کی نثر مواعظ کی شکل میں ہے جس میں آپ نے توحید، رسالت، ایمان، اولیاء اللہ کی صحبت، استقامت، سچ کی اہمیت، سادہ زندگی گزارنے اور قرض سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ بظاہر یہ چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں مگر مقالہ نگار نے جس انداز میں انہیں موضوع بحث بنایا ہے اس سے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی تعلیمات کا موثر اور بہترین نقشہ سامنے آتا ہے، جس کی آج کے معاشرے میں اشد ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

کتاب کے آخری باب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی اردو شاعری کو موضوع بحث بناتے ہوئے آپ کی اردو شاعری کے فکری اور فنی محاسن اجاگر کیے گئے ہیں۔ جس

سے اردو شعری ادب میں کچھ نئے حقائق اور معلومات کا اضافہ ہوا ہے۔

مجموعی طور پر مقالہ نگار نے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی حیات و تعلیمات اور فکر و فن کو محققانہ انداز کے ساتھ جس آسان اور خوبصورت پیرائے میں قلمبند کیا ہے یقیناً اس سے سلسلہ نوشاہیہ کی خصوصیات اور پہچان واضح ہوتی ہے۔ بلاشبہ قبل ازیں اس نوعیت کا معیاری کام سامنے نہیں آ سکا۔

مجھے اعتراف ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت بعض اوقات نفسِ مضمون کا متاثر ہو جانا قدرتی امر ہے تاہم کوشش کی گئی ہے کہ پنجابی سے اُردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اصل مفہوم سے قریب تر رہا جائے تاکہ پڑھنے والے کو یہ محسوس نہ ہو کہ وہ ترجمہ پڑھ رہا ہے بلکہ اصل تحریر کا لطف اٹھائے۔

والد محترم اپنی زندگی میں اس مقالے کو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کرنے کا ارمان رکھتے تھے لیکن ناسازیٔ طبع کے باعث انہیں موقع نہ مل سکا۔ مجھے اس تحقیقی مقالے کا اردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اس لیے بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس کوشش سے جہاں آج میرے والد گرامیؒ کی خواہش پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہے وہاں قارئین کو بانیٔ سلسلہ نوشاہیہ سے متعلق بہت سی نئی معلومات پہلی بار میسر آ رہی ہیں۔ مجھے اُمید ہے اس خدمت اور کاوش کو علمی ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مترجم
صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی
سنگھوئی ضلع جہلم